بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداو مصلیا

مفتی غیب نہیں جانتا وہ سوال کے مطابق جواب دیتا ہے، اگر سوال میں کوئی غلط بیانی کی گئی ہو تو اس کی تمام تر ذمہ داری سائل پر عائد ہوتی ہے، نیز یہ بھی واضح رہے کہ غلط بیانی کر کے فتوی لینے سے کوئی حرام حلال نہیں ہو جاتا۔

اس تمہید کے بعد جواب یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں اگر واقعۃً سائل نے لفظ ''کلاک'' بولا تھا، طلاق یا تلاق، تلاک وغیرہ الفاظ نہیں بولے تھے تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ البتہ بیوی کو چونکہ لفظ طلاق مفہوم ہوا ہے اسلئے وہ شوہر سے قسم لے سکتی ہے۔ اگر شوہر قسم کھا کر کہہ دیتا ہے کہ میں نے لفظ کلاک بولا تھا تو قسم کے بعد اس کی بات معتبر ہوگی۔

اور ایس ایم ایس میں چونکہ ایک طلاق صریح لکھی ہوئی ہے، اسلئے اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ شوہر عدت کے اندر اندر رجوع کر سکتا ہے، اور آئندہ کے لئے شوہر کو صرف دو طلاق کا اختیار باقی ہے۔ لہذا آئندہ کیلئے لفظ طلاق اور اس سے ملتے جلتے الفاظ سے مکمل اجتناب کرے کیونکہ بعض مرتبہ لفظ طلاق کے علاوہ دوسرے الفاظ سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔

الدر المختار (3/ 240)

ويدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاك وتلاك أو " ط ل ق " أو " طلاق باش " بلا فرق بين عالم وجاهل، وإن قال تعمدته تخويفا لم يصدق قضاء إلا إذا أشهد عليه قبله وبه يفتى۔

في الشامية:

مطلب من الصريح الألفاظ المصحفة (قوله ويدخل نحو طلاغ وتلاغ إلخ) أي بالغين المعجمة. قال في البحر: ومنه الألفاظ المصحفة وهي خمسة فزاد على ما هنا ثلاثا. وزاد في النهر إبدال القاف لاما. قال ط: وينبغي أن يقال إن فاء الكلمة إما طاء أو تاء واللام إما قاف أو عين أو غين أو كاف أو لام واثنان في خمسة بعشرة تسعة منها مصحفة، وهي ما عدا الطاء مع القاف اهـ.

البحر الرائق (3/ 271)

ومنه الألفاظ المصحفة وهي خمسة تلاق وتلاغ وطلاغ وطلاك وتلاك فيقع قضاء ولا يصدق إلا إذا أشهد على ذلك قبل التكلم بأن قال امرأتي تطلب مني الطلاق وأنا لا أطلق فأقول هذا ولا فرق بين العالم والجاهل وعليه الفتوى.

واللہ اعلم بالصواب

(سید حسین احمد)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

۲۱ فروری ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

۱۲ / ۴ / ۱۴۳۴ھ

نائب مفتی

الجواب صحیح

عفا اللہ عنہ

۱۲ / ۴ / ۱۴۳۴ھ

مفتی

دار الافتاء

0166